علمی مضامین سلسلہ نمبر۳۲ (قسط:۲، آخری)

دین اور دُنیا

﴿ حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

✿ ✿ ✿

قرآنِ حکیم کی اصلاحی تعلیم :

محمد رسول اللہ ﷺ (فداہُ روحی واَبی واُمی) کی تشریف آوری کے وقت اور گمراہیوں کی طرح ایک بدعت یہ بھی پھیلی ہوئی تھی کہ تقویٰ، دینداری اور خدا پرستی کے لیے ترکِ دنیا ضروری سمجھ لیا گیا تھا ! جو'' نفسِ مطمئنۃ'' اور''حیاتِ طیبۃ '' کے متلاشی ہوتے وہ آبادیوں کو چھوڑ کر ویرانوں کی راہ لیتے ! یا کسی صومعہ یا کنیسہ میں زندگی کے ڈیرے ڈال دیتے ! قرآنِ حکیم جس کا ممتاز وصف ﴿ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴾ ہے یعنی محض گمراہوں اور نادانوں کی رہنمائی کے لیے نہیں بلکہ اربابِ تقویٰ اور اصحابِ دیانت واَمانت راہِ رواں راہِ سلوک وطریقت کی اعلیٰ رہنمائی، اُن کی اُلجھنوں کو سلجھانا اور اُن کے قدموں کو صراطِ مستقیم پر مضبوط سے مضبوط تر کر دینا یہی اس کا اہم اور مخصوص موضوع ہے ! قرآنِ حکیم نے دوسری گمراہیوں کی طرح اس نظری اور فکری بدعت کا بھی خاتمہ کیا ! اگر دنیا ایسی ناپاک چیز ہے کہ اس کو چھوڑے بغیر خدا تک رسائی نہیں ہوسکتی تو حضرت آدم علیہ السلام کو جب دنیا میں بھیجا گیا تھا ان کو خلعتِ خلافت سے کیوں نوازا گیا ؟ وہ انسان جس کو احسنِ تقویم عطا ہوا ہے اُس کی بود باش کے لیے بساطِ زمین کیوں تجویز کی گئی ؟

قرآنِ حکیم نے اعلان کیا کہ رہبانیت، صیرورت، ترکِ دنیا اور ابنائے جنس سے قطع تعلق منشاءِ خداوندی کے خلاف ہے ! اس دنیا کے خالق اور پروردگار نے کبھی اس کی فرمائش نہیں کی ! !

﴿ وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ ﴾ (سُورۃ الحدید : ۲۷)

''ترکِ دنیا انہوں نے خود ہی نئی بات نکالی تھی ہم نے نہیں کہا''

---

۱ مسیحی راہبوں کے عبادت خانے ۲ یہودی معبد (عبادت گاہ) کو کہتے ہیں۔

بیشک دنیا میں خرابیاں ہیں ! اس گلشن انسانیت میں گلوں کے ساتھ خار بھی اُگتے ہیں ! بڑھتے اور پلتے ہیں ! اور بسا اوقات یہ خار گلوں پر چھا جاتے ہیں ! مگر مالی کا یہ کام نہیں کہ کانٹوں کے خوف سے گلشن کو چھوڑ دے ! بہتر مالی وہ ہے جو کانٹوں کو کانٹوں کا حق دے اور پھولوں کو بڑھانے کی کوشش کرے ! ! خوف و ہراس، بے اعتمادی اور بے اطمینانی آخر دنیا میں کیوں پیدا ہوتی ہے ؟ اور کیوں بڑھتی اور پھیلتی ہے ؟ آیا تقاضائے ترقی ہے یا اس کے اسباب کچھ اور ہیں ؟

ترقی ..... انسانی فطرت :

ترقی انسان کی فطرت ہے ! جو انسان دستِ قدرت کا شاہکار ہے اُس کی فطرت غلط نہیں ہوسکتی ! تو ترقیات کا راستہ روکنا قانونِ فطرت کے لیے قابلِ برداشت نہیں ہوسکتا ! ! !

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ﴾ [1]

بحر و بر اور فضاءِ آسمانی کی تمام کائنات انسان کے حوالہ کی گئی ہے ﴿ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ [2] یہ تسخیر اور حوالگی اس لیے تو نہیں ہوسکتی کہ اِن قدرت کے خزانوں پر اژدھا بن کر بیٹھ جائے ! نہ اِن کے پوشیدہ راز معلوم کرے ! اور نہ ان کی مخفی طاقتوں کو اپنے کام میں لائے !

ترقی اور اِرتقاء غلط نہیں ہے، غلطیاں کہیں اور ہیں :

بہرحال کائناتِ ارضی و سماوی کو کام میں لانا غلط نہیں ہے ! یہ غلطیاں کچھ اور ہیں جو شاہراہِ ترقی پر چلنے والوں کے دامن تھام لیا کرتی ہیں اور بسا اوقات گلے کا ہار بن جاتی ہیں ! پس تعمیر و ترقی کا راستہ روکنا یا تعمیر و ترقی سے گھبرا کر پہاڑوں یا جنگلوں میں منہ چھپانا اصلاح نہیں ہے ! اصلاح یہ ہے کہ غلطیوں کو پہچانا جائے ان کے اسباب معلوم کیے جائیں پھر دودھ کا دودھ، پانی کا پانی الگ الگ کر کے صالح کو تقویت پہنچائی جائے اور فاسد کو ختم کیا جائے ! یہی حقیقی تعمیر ہوگی ! !

---

[1] سُورۃ الاعراف : ۳۲ [2] سُورۃ الجاثیۃ : ۱۳

دین ایک مکمل ضابطہ :

وہ کامل اور مکمل ضابطہ جو ترقیات کی نبض پر ہاتھ رکھ کر حرارتِ غریزیۃ اور بخار کی حرارت میں تمیز کر سکے، حیات اور زندگی کی گرم جوشی اور غلط کاریوں کی تپش اور حرارت میں فرق کر کے مزاجِ انسانی کو عوارض سے پاک کر سکے تاکہ وہ تنومند اور صحت یاب ہو کر اس طرح آگے بڑھے کہ اطمینان وسکون اس کے ہم آہنگ ہو کر ترقی پذیر ہوں اور تعمیر صحیح معنی میں تعمیر قرار پائے جس سے اگر آنکھوں کو تازگی پہنچے تو دل کے رگ وریشہ میں بھی مسرت کی لہریں دوڑ جاویں اس مکمل ضابطہ کا نام ''دین'' ہے !

یہ غلطیاں کیا ہیں ؟ دین ان کی کس طرح اصلاح کر کے تعمیر دنیا کو صحیح معنی میں تعمیر بناتا ہے ! یہ ایک طویل باب ہے ! تمام غلطیاں اور ان کی اپنی اصلاحات کو بیان کرنے کے لیے دفتر درکار ہیں ! مضمون کی تشنگی رفع کرنے کے لیے چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں :

غلطیاں اور اُن کا علاج :

انسان کی سب سے پہلی غلطی یہ ہے کہ وہ دنیا کے ایک ایک ذرّہ کی حقیقت دریافت کرنے کی توکوشش کرتا ہے ! مگر خود اپنے آپ کو جاننے اور پہچاننے کی کوشش نہیں کرتا ! ! ؟ ؟

قرآنِ حکیم یعنی ''دین'' کے دستورِ اساسی کا مطالبہ یہ ہے کہ انسان خود اپنے آپ کو پہچانے اگر وہ اپنے آپ کو پہچان جائے گا تو وہ اپنے خالق کو بھی پہچان جائے گا جس کے وجود کے بیشمار شواہد خود اُس کی ذات کے اندر موجود ہیں ﴿ وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴾ [1]
یہ معرفت خود ایک طاقت اور ایک جوہر ہے ! جس سے دل سکون پاتا ہے ! اور روح مطمئن ہوتی ہے !

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ [2]

''جو اِیمان لائے اطمینان پاتے ہیں دل اُن کے اللہ کی یاد سے، دیکھو اللہ کی یاد سے دلوں کو سکون ملتا ہے''

یہ وہ جوہرِ پاک ہے جو اگر میسر آجائے تو خوف وہراس تو درکنار قدرت کی غیبی صدائیں دل کے پردوں تک پہنچ پہنچ کر اُن کو بشارتیں دیتی ہیں کہ پریشانی کی کوئی وجہ نہیں ہے تمہارا مستقبل روشن ہے اور تمہیں وہ نصرت حاصل ہے کہ اس کے بعد اور کسی نصرت کی ضرورت نہیں ! !

---

[1] سُورۃ الذاریات : ۲۰، ۲۱ [2] سُورہ رعد : ۲۸

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ . نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴾[1]

''جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اِسی پر قائم رہے (جم گئے) ان پر اُترتے ہیں فرشتے کہ مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اُس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ ہے ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے وہاں وہ سب کچھ ہے جس کو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے وہاں وہ سب کچھ ہے جو تم مانگو، یہ مہمانی ہے غفور رحیم کی جانب سے''

دوسری غلطی :

انسان جس طرح خود اپنے پہچاننے میں کوتاہی کرتا ہے اپنے رب اور خالق کو پہچاننے میں بھی غفلت برتتا ہے وہ کالے اور گورے میں تمیز کرتا ہے اور امیر غریب میں فرق کرتا ہے کبھی نسلی امتیازات سے وہ روحِ انسانیت پر ضرب لگاتا ہے اور کبھی خود ساختہ مزعومات سے انسانیت کی سطح مساوی میں نشیب وفراز پیدا کر دیتا ہے ! یہ دوسری غلطی ہے جو ہزاروں خوف اور سینکڑوں پریشانیوں کا سبب بنتی ہے ! اور آبگینۂ انسانیت کو چکنا چور کر ڈالتی ہے ! صرف دین ہی وہ معمار ہے جو اِس عمارت کو سنبھالتا ہے اور ان غلط تصورات کو پامال کرتے ہوئے تنبیہ کرتا ہے کہ ہر ایک انسان دوسرے انسان کا بھائی ہے کالا ہو یا گورا ہر ایک دوسرے کا مساوی ہے ! !

''مساوات'' ایک دینی درس :

بین الاقوامی دنیا نے بیسویں صدی میں سبق لیا اور مساوات واُخوت کا درس دینا شروع کر دیا لیکن یہ درس ایک دینی درس ہے اس کا مدرس ومعلم وہ بن سکتا ہے جس نے دینی تربیت گاہ میں فرہنگ[2] حاصل کی ہو۔

---

[1] سُورہ حٰمٓ سجدہ : ۳۰ [2] دانائی اور سمجھ

مبادی مساوات :

درسِ مساوات کی بسم اللہ یہ ہے : اَنْ تُحِبَّ لِاَخِیْکَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ (حدیث شریف) ''اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چاہو جو اپنے لیے چاہتے ہو'' ! یہ نہ ہو تو دوسرا درجہ یہ ہے

''ہر چہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسند ''[۱]

اس کی عملی تفسیر یہ ہے : کسی کی توہین نہ کرو ! کسی کے حق میں حکمِ بدزبان سے نہ نکالو ! کسی کی پیٹھ پیچھے اُس کی برائی مت کرو ! کسی کی عیب جوئی مت کرو ! جب برادریوں اور قوموں کا تذکرہ ہو تو کسی برادری یا قوم کا مذاق نہ اُڑاؤ ! تمہاری نظر اُس کی خرابیوں پر ہے ممکن ہے اُس میں بہت سی خوبیاں بھی ہوں جس کا تمہیں علم نہ ہو اور موازنہ کیا جائے تو خوبیاں خرابیوں سے زیادہ ہوں ! بے اعتمادی کی اصل بنیاد بدگمانی ہے ! تقاضائے مساوات یہ ہے کہ جس طرح اپنے ساتھ اچھے گمان رکھتے ہو دوسروں سے بھی اچھے گمان رکھو ! بلکہ اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ اپنے سے بدگمانی رکھو ! اور دوسروں سے حسنِ ظن ! ! یہ ہیں اخوت و مساوات کے مبادیات جب تک اِن پر عمل نہ ہو نعرۂ مساوات بے ہنگام ہے [۲] ! ! !

اُخوت و مساواتِ انسانی کا قرآنی چارٹ :

تم نے حقوقِ انسانی کے بہت سے چارٹ پڑھے ہوں گے آیئے کتاب اللہ کا ایک چارٹ بھی پڑھ لیجیے جو پورے چودہ سو برس پہلے نوعِ انسانی کو عطا ہوا تھا :

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ . یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ

---

[۱] جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو [۲] بے وقت، بے موقع

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴾ (سُورۂ حجرات ۱۱ تا ۱۳)

''اے ایمان والو! مسخریہ (ٹھٹھا) نہ کرے ایک قوم دوسری قوم سے بہت ممکن ہے وہ بہتر ہوں ! ان سے، نہ ٹھٹھا مخول (مسخریہ) کریں عورتیں عورتوں سے، بہت ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں ! اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے ! برا نام ہے گنہگاری ایمان کے بعد (ایک مومن کے لیے فسق و گناہ کا نام بھی قابلِ نفرت ہے) اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں ظالم ! اے ایمان والو! بچتے رہو گمان سے بیشک بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور بھید نہ ٹٹولو ! اور برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو ! کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی اس بات کو کہ کھائے اپنے بھائی کا گوشت جو مردہ ہو ! ؟ سو گھن آتا ہے تم کو اِس سے ! اور ڈرتے رہو (تقویٰ کرتے رہو) اللہ سے، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے مہربان ہے (یہ سب اس لیے ہے کہ تم سب ایک ماں باپ کی اولاد سب ایک دوسرے کے مساوی ہو)۔ اے لوگو ! ہم نے تم سب کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے اور کرائے تمہارے گروہ اور قبیلے تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو (باقی جہاں تک شرافت و عظمت کا تعلق ہے تو) اللہ کے یہاں تم میں سب سے زیادہ باعزت (زیادہ شریف) وہ ہے جو تقویٰ میں بڑھا ہوا ہو ! بے شک اللہ تعالیٰ تمام باتوں کا واقف اور سب کی خبر رکھنے والا ہے''

مساوات و اخوت کے کچھ مبادیات اور باقی رہ گئے ان مبادیات کی تکمیل بھی وہی کرسکتا ہے اور کرتا ہے جو مساوات کا حقیقی معلم و مدرس ہے یعنی ''دینِ کامل'' وہ مبادیات یہ ہیں :

غیر مذاہب :

جب مذاہب کا تذکرہ ہو تو کسی کی توہین مت کرو :

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ (سُورۃ الانعام : ۱۰۸)

''ان کے لیے کلمۂ بد زبان سے نہ نکالو جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں''

عدل :

جب کوئی نزاعی مسئلہ کوئی مقدمہ تمہارے سامنے آئے تو عدل وانصاف سے کام لو ! نیشنلزم کے اس دور میں عدل وانصاف بھی قومیت اور نیشنلزم کے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے ! دین ایسے عدل وانصاف سے مبرا ہے جو قومیت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہو ! قومیت کی اندھی عینک لگا کر فیصلہ لکھنا اسلام اس کو عصبیت و جاہلیت کہتا ہے ! اور اس پر لعنت بھیجتا ہے ! جس عدل کی وہ تعلیم دیتا ہے وہاں قوم کے دشمنوں کے لیے بھی وہی فیصلہ دیتا ہے جو خود اپنوں کے لیے ! !

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾ (سُورۃ المائدۃ : ۸)

''اے ایمان والو ! ایسے ہو جاؤ کہ خدا کی سچائی کے لیے مضبوطی سے قائم رہنے والے اور انصاف کے لیے گواہی دینے والے ہو اور دیکھو ایسا کبھی نہ ہو کہ کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات کے لیے اُبھار دے کہ اس کے ساتھ انصاف نہ کرو (ہر حال میں) انصاف کرو کہ یہی تقویٰ سے لگتی ہوتی بات ہے''

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِالْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ﴾ (سُورۃ النساء : ۱۳۵)

''اے ایمان والو ! ہو جاؤ انصاف پر پوری مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے سچی گواہی دینے والے اگرچہ تمہیں خود اپنے خلاف یا اپنے ماں باپ اور قرابتداروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے جب بھی نہ جھجکو''

عدل سے بھی آگے :

یہ عدل ہے لیکن مسلمان جس کو خیر اُمۃ اور اُمۃ وسط (افضل جماعت) کا فرد قرار دیا گیا ہے

اس کا فریضہ اس عدل پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ اس کو عدل سے آگے بڑھ کر ''احسان'' کا حکم ہے ! !

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ﴾ (سُورة النحل : ۹۰)

عدل اور انصاف کی مثال ملاحظہ فرمایئے برائی کے بدلہ میں اس جیسی برائی مثلاً طمانچہ کے جواب میں طمانچہ عدل ہے اسلام کا عام قانون یہی ہے ﴿ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ﴾ اس ظلم کا تدارک بیشک ہوجائے گا مگر برائی ختم نہ ہوگی ! کیونکہ جو طمانچہ بفیصلہ عدل مارا گیا ہے وہ بھی برائی ہی ہے ! فیصلہ کا فائدہ صرف یہ ہوا کہ یہ برائی قانونی جرم نہیں رہی ! مگر برائی تو بہرحال ہے ! مسلمان کا فرض اس عدل پر ختم نہیں ہوجاتا کیونکہ اس کی ایک ڈیوٹی یہ بھی ہے کہ دنیا سے برائی کا خاتمہ کرے ! یعنی برائی اور ظلم کے بدلہ میں ایسا فعل اختیار کرے کہ جس سے بدی کرنے والا نہ صرف یہ کہ ظلم نہ کرے بلکہ سرے سے بدی ہی کو چھوڑ دے ! بدخواہ ہونے کے بجائے خیرخواہ بن جائے ! ! ارشادِ ربانی ہے :

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ ﴾ [1]

''اسی طرح برائی کو ختم کرو بدلہ میں اُس کے جو نہایت ہی حسین ہو تو دیکھو گے کہ جو دشمن تھا وہ گرم جوش دوست بن جائے گا''

غور فرمایئے برائی کا خاتمہ کیسی منظم انسانی تعمیر و ترقی ہے جو دامنِ دین سے وابستہ ہے ! !

اُخوتِ انسانی اور اِقتصادی مسائل :

اخوتِ انسانی کی سخت ترین آزمائش باب اقتصادیات [2] میں ہوئی ہے ! اقتصادیات کی ابتداء مبادلہ سے ہوتی ہے، ایک دوسرے کی ضرورت پورا کرنے اور جذبہ حاجت روائی نے انسان کو مبادلہ پر مجبور کیا ! پس تعاونِ باہمی بابِ اقتصادیات کی اصل روح ہے ! مگر بسا اوقات طمع اور حرص جذبہ دولت مندی اور شوق زیادہ ستانی [3] اس روح پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کو کچل کر بیشمار بربادیوں کا سبب بن جاتا ہے ! دین کی تعمیری اسپرٹ اصل روح کی حفاظت فرض اور لازم قرار دیتی ہے اور جہاں جہاں یہ روح پامال ہورہی ہو یا اس روح کے پامال ہونے کا خطرہ ہو اُس کو حرام اور ناجائز کردیتی ہے ! !

---

[1] سُورة السجدة : ۳٤ [2] اقتصادیات کے معاملہ میں [3] زیادتی کی حرص

سود :

رِبٰوا یعنی سود طمع، خود غرضی اور لالچ کا بدترین نشان ہے ! یہی وہ تخم ہے جس سے طبقاتی جنگ کا خاردار درخت اُگتا ہے اور رُوحِ تعاون کو ملیامیٹ کرڈالتا ہے ! دین جو تعمیرِ انسانیت کا ضامن اور روحِ تعاون کا محافظ ہے اس کی طرف سے ان سب کو اعلانِ جنگ ہے جو اس بدترین خود غرضی اور طمع کی خاطر روحِ تعاون کو پامال کریں ! ارشادِ ربانی ہے :

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِکُمْ لَاتَظْلِمُوْنَ وَلَاتُظْلَمُوْنَ ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۲۷۸، ۲۸۹)

''اے ایمان والو ! (اگر تم سچے مومن ہو تو) خدا سے ڈرو اور جس قدر سود مقروضوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر (اس باغیانہ روِش سے) توبہ کرتے ہو تو پھر تمہارے لیے یہ حکم ہے کہ اپنی اصل لے لو اور سود چھوڑ دو، نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تمہارے ساتھ ظلم کیا جائے''

تقویٰ :

یہ بھی غور فرمایئے ! آیت کا آغاز اِتَّقُوا اللّٰهَ سے ہو رہا ہے یعنی تباہ کن خود غرضی اور شوق نفع اندوزی کو ختم کرنا اور روحِ تعاون کو محفوظ رکھنا تقاضا تقویٰ ہے اور مطالبہ دین ہے ! کیا یہ تعمیرِ دنیا کا اہم اور نہایت ضروری باب نہیں ہے ؟ ؟ ! !

نفع اندوزی کی ناجائز صورتیں :

قرآنِ حکیم میں مختلف تعبیروں سے پورا تولنے اور پورا ناپنے کا حکم فرمایا گیا ہے ! ڈنڈی مارنا یا ایسی صورتیں اختیار کرنا جس میں مخفی طور پر اپنا فائدہ اور دوسروں کا نقصان ہو حرام اور موجبِ عذاب قرار دیا گیا ہے ! کما قال اللّٰہ تعالٰی

﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴾ (سُورۃ المطففین : ۱ تا ۳)

''ویل یعنی تباہی، بربادی اور خرابی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لیے جن کا عمل یہ ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے لیے ناپتے تولتے ہیں تو پورا پورا بلکہ پورے سے بھی زائد ! اور جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو ڈنڈی مار لیتے ہیں''

سیّدنا حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت ہی یہ تھی :

﴿ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴾ (سُورہ ہود : ۸۵)

''اے قوم ! پورا کرو ناپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹا دو لوگوں کو اُن کی چیزیں اور مت مچاؤ زمین میں فساد''

بیسویں صدی سے پہلے دنیا کو اِن احکام کی اہمیت کا احساس نہیں ہوا ہوگا لیکن دوسری جنگ عظیم ۱۹۴۰ء کے بعد سے نفع اندوزی اور چور بازاری کی جو وبا پھیلی ہے اس نے ظاہر کر دیا کہ اس معمولی سی خیانت میں کس قدر تباہی مضمر ہے !

حضرت شعیب علیہ السلام جب اپنی قوم کو دعوت دیا کرتے تھے تو قوم کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیے اور ساتھ ہی ساتھ دین کی ہمہ گیری اور اس ہمہ گیری میں جو تعمیرِ عالم مضمر ہے اس کا بھی انداز فرمالیجئے

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے آدمی کہا کرتے تھے

﴿ يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآءُ نَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِىْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓـؤُا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴾ (سُورہ ہود : ۸۷)

''وہ بولے اے شعیب ! کیا آپ کی نماز آپ سے یہ کہتی ہے کہ ہم ان کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد پرستش کیا کرتے تھے اور یہ کہ ہم خود اپنے مال میں وہ نہ کر سکیں جو ہم چاہتے ہیں ! آپ تو ایک سنجیدہ سمجھدار نیک آدمی ہیں'' ! !

اگر بلیک مارکٹنگ اور مجرمانہ نفع اندوزی کی ممانعت اور اس کو ختم کرنا تقاضائے تعمیروترقی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ دین کو (جو اِس تخریب کو ختم کرتا ہے) معمارِ دنیا نہ قرار دیا جائے ؟ ؟ ! !

غذائی بحران اور اس کا علاج :

سیّدنا یوسف علیہ السلام کے طویل قصے میں جس کو قرآن حکیم نے ''احسن القصص'' قرار دیا ہے بادشاہ کے خواب کا واقعہ بھی ہے جس کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دی تھی :

﴿ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴾[1]

''بوتے رہو سات سال تک جم کر پھر جو کچھ تم کاٹو اس کو چھوڑے رکھو اس کی بال میں مگر وہ تھوڑی مقدار جو تمہاری خوراک کے لیے ضروری ہو''

اس قصہ میں جہاں حکومتوں کو پیداوار بڑھانے اور اس کے انتظامات کی زیادتی فرمائی ہے اور جس طرح فوڈ منسٹریوں کو سبق دیا ہے کہ کس طرح غذائی بحران پر قابو پایا جاسکتا ہے وہاں یہ بھی دکھادیا ہے کہ دینِ کامل کا دامن کس طرح ابرِ رحمت ہے ! جدھر گزرتا ہے آبادی کی بارش برسا دیتا ہے !

انبیاء کا دائرہ کار :

اس سے مقام نبوت پر بھی ہلکی سی روشنی پڑتی ہے کہ نبی کو علم، تدبیر دینا، ضبط اور کنٹرول کا بھی کس قدر سلیقہ ہوتا ہے کہ اگر ایک نبی کو قلمدانِ وزارت سپرد ہوجاتا ہے تو باوجودیکہ وہ ہر لحاظ سے اجنبی ہے نہ اس کا دنیا وطن ہے نہ انہیں قوم اور برادری اور نہ مذہب میں اتحاد ہے مگر اس تمام اجنبیت کے باوجود وہ ایسا نظم اور ایسا ضبط وکنٹرول قائم کرتا ہے کہ نہ کام چوری اور چور بازاری ہے نہ رشوت اور خیانت ! جس طرح کاشتکاروں نے غیر معمولی محنت کر کے سات سال میں چودہ سال تک کام آنے والا غلہ پیدا کرلیا ایسے ہی اس کی تقسیم میں ایسی یکسانیت اور ایسی احتیاط ہے کہ نہ صرف اپنے وطن کے تمام باشندوں کو غلہ مل رہا ہے (بلکہ) باہر کے بھوکے بھی آتے ہیں اور غلہ کے انبار بھر کرلے جاتے ہیں ! ! !

---

[1] سُورہ یوسف : ۴۷

یہ چند مثالیں اس دعویٰ کے ثبوت کے لیے کافی ہیں کہ اینٹوں اور پتھروں کی تعمیر کتنی ہی بلند ہو وہ تعمیرِ دنیا کہلانے کی مستحق نہیں ہے ! اصل تعمیر، سکون، اطمینان، امن، سلامتی، محبت اور تعاونِ باہمی ہے ! ! یہ تعمیر صرف دین کے ذریعہ ہی ہوتی ہے اسلام ان کو وہی اہمیت دیتا ہے جو دین کے دوسرے فرائض کو بلکہ تقوی کی حقیقت یہی بتاتا ہے کہ ان احکام کی پابندی زیادہ سے زیادہ ہو ! ! !

معیارِ شرافت وعزت :

قرآنِ حکیم کے معیار کے بموجب جو شخص ان معاشرتی اور اخلاقی احکام کا زیادہ پابند ہوگا وہی زیادہ متقی ہوگا اور وہی سب سے زیادہ مستحق تعظیم وتکریم ہوگا ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ ۱
''اللہ تعالیٰ کے یہاں تم میں سب سے زیادہ باعزت اور شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو''

اس اجمالی مذاکرہ کے بعد صرف ایک بات کی طرف اشارہ کرنا اور باقی ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ اسلام جس کو اللہ رب العزت نے دین قرار دیا ہے وہ ایک پیغام رحمت اور میثاق محبت ہے کیونکہ وہ اس خدا کا پسند فرمودہ دین ہے قرآنِ پاک میں ارشاد ہے﴿ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾ ۲
''تمہارے لیے دین کی حیثیت سے میں نے اسلام پسند کیا ہے''

اور جس اللہ نے اپنا تعارف قرآنِ حکیم میں جگہ جگہ'' رب العالمین ''اور''الرحمن الرحیم'' کے خطابات سے کرایا ہے اُسی نے اپنی کتاب میں اپنے بندے کی بعثت کو رحمت اور سر تا سر رحمت قرار دیا ہے ! !

﴿ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾ (سُورۃ الانبیاء : ۱۰۷)

''نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر اس لیے کہ رحم کرنا تھا تمام جہانوں پر''

پس ظاہر ہے کہ یہ دین سراسر رحم وکرم ہوگا ! اور سچا دیندار وہ ہوگا جو پیکر رحمت ہو، نہ صرف اپنوں کے لیے بلکہ پورے عالمِ انسانیت کے لیے بلکہ تمام مخلوق کے لیے ! جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ (الترمذی)

'' زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا''

---

۱ سُورۃ الحجرات : ۱۳ ۲ سُورۃ المائدۃ : ۳

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّھُمْ اِلَی اللّٰہِ اَحْسَنُھُمْ اِلٰی عَیَالِہٖ (البیھقی)

'' مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس اللہ کو سب سے زیادہ وہ محبوب ہے جو اُس کی مخلوق کا سب سے بڑا محسن ہو ''

دیندار کی شان :

اس بناء پر ایک دیندار کا فرض ہے کہ وہ پیکرِ رحمت بن کر تعمیر و ترقی ٔ دنیا کا بہترین انجینئر اور بہترین معمار ثابت ہو، تب ہی اُس کو حق ہے کہ اپنا رشتہ رحمة للعالمین ﷺ سے جوڑے اور اپنے آپ کو رب العالمین کا حقیقی پرستار قرار دے ! تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ''اللہ تعالیٰ کی خصلتیں اختیار کرو'' کا مطلب یہی ہے کہ وہ ربوبیت وہ کارسازی اپنے آپ سے بے نیازی اور دوسروں کی حاجت روائی وہ کرم گستری[1] وہ عفو و درگزر اور وہ چشم پوشی جو رب العالمین کی خصوصیات ہیں، رب العالمین کا پرستار اِن کا مظہر بن کر دنیا کے سامنے پیش ہو اور بتادے کہ یہ ہیں دیندار ! ایسے ہوتے ہیں اللہ والے ! یہ ہیں معمارِ عالم ! اور یہ ہیں تعمیرِ عالم کو حیاتِ جاوداں دینے والے ! ! !

عزیزانِ ملت :

اُمتِ اسلامیہ کی بعثت اسی مقصد سے ہوئی ہے کہ رب العالمین کی خصوصی صفات اور اَرحم الرحمین کے سچے پرستاروں کے نمونے دنیا کو دکھلائے

﴿ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ﴾[2]

آخر میں اتنی گزارش اور ہے کہ سچی دینداری اور حقیقی خدا پرستی کے نمونے پیش کرنا آج ہمارا فرض ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور عزیز نوجوانوں کو اِس فرض کی ادائیگی کی توفیق بخشے

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد[3]

---

[1] خوب مہربانی کرنا [2] سُورة البقرة : ١٤٣ [3] میری اس دعا پر تمام جہانوں کی طرف سے آمین ہو